عوارف المعارف

مصنف: شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی

مترجم: حضرت شمس بریلوی

پروگریسو بکس

عوارفُ المعارف

مکتبہ سخی سلطان رحمۃ اللہ علیہ
ڈاکٹر ہارون والی گلی چھوٹی گھٹی حیدر آباد
Ph # 022-2912275, Mob # 0321-3025510

مُصنّف: شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی

از: ادیب شہیر
حضرت شمس بریلوی علیہ الرحمہ
مصنف اورنگ زیب خطوط کے آئینے میں اور مترجم غنیۃ الطالبین

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 7352795-7124354

نام کتاب .... عوارف المعارف

تصنیف .... شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

مترجم .... ادیب شہیر حضرت شمس ریلوی رحمتہ اللہ علیہ

کمپوزنگ .... فراز کمپیوٹر

مطبع .... زاہد بشیر

تاریخ اشاعت .... ستمبر 1998ء

ناشر .... چودھری غلام رسول
میاں جواد رسول

تعداد اشاعت .... ایک ہزار

قیمت .... -/275 روپے

ملنے کے پتے

اسلام بک ڈپو: 12 گنج بخش روڈ لاہور P.P: 7229665

پروگریسو بکس فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111

E-mail: millat_publication@yahoo.com

پروگریسو بکس یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 7352795-7124354

باب 10

مرتبہ شیخ اور مشیخت کی شان

رسول خداؐ کا ارشاد گرامی

ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم چاہو تو میں تمہارے سامنے قسم کھا کر یہ کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو وہی افراد محبوب ہیں جو اس کے بندوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے جذبہ کو بیدار کرتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ اس (مقصد کی تکمیل) کے لئے سرگرم عمل ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وصف کا تذکرہ اپنے ارشاد میں فرمایا ہے یہ مرتبہ مشیخت اور دعوت الی اللہ کا ہے، مشائخ لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں اور خدا کے بندوں کا رشتہ خدا سے جوڑتے ہیں۔

خدا کی طرف دعوت دینے اور بلانے میں ان کی مساعی بارگاہ الٰہی میں قبولیت پاتی ہیں (اور خدا بھی ان سے محبت کرنے لگتا ہے) اسی بناء پر تصوف کے طریقہ! طریقہ تصوف میں شیخ کا مرتبہ ایک اعلیٰ اور افضل مرتبہ ہے بلکہ اس دعوت الی اللہ میں وہ پیغمبروں کی نیابت کرتا ہے۔ شیخ اپنے مرید میں اللہ تعالیٰ کی محبت اس طرح پیدا کرتا ہے کہ وہ اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کے راستے پر لگا دیتا ہے اور جو صحیح طریقہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمانے لگتا ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (پارہ 3 رکوع 12)

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی اور اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔

شیخ مرید کو اللہ کا پیارا کس طرح بناتا ہے!

شیخ لوگوں کے دلوں میں اللہ کی محبت اس طرح پیدا کر دیتا ہے کہ وہ مرید کو تزکیہ نفس کے راستے پر چلاتا ہے اور جب نفس مزکی اور پاک ہو جاتا ہے تو دل کا آئینہ جلا پاتا ہے اور اس میں عظمت الٰہیہ کی تجلیات پر تو فگن ہو جاتی ہیں اور جمال توحید اس میں جلوہ فرما ہو جاتا ہے۔ چشم بصیرت کی سیاہی جلال قدم کے انوار اور کمال ازلی کے نظارہ میں مصروف ہو جاتی ہے (وہ

مشاہدہ حق میں مصروف ہو جاتا ہے) اور اس تزکیہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بندہ اپنے پروردگار سے محبت کرنے لگتا ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قدافلح من ذکاھا ○ جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اس نے فلاح پائی۔

اور فلاح کی صورت یہی ہے کہ بندہ خداوند تعالیٰ کی معرفت میں کامیاب ہوا۔ فلاح کی ایک اور بھی صورت ہے وہ یہ کہ جب بندہ کا آئینہ قلب مزکی ہو گیا اور اس کو جلا نصیب ہو گئی تو اس وقت اس کو اپنے اندر کی تمام کدورتیں اور برائیاں نظر آئیں اور اس کی اصل حقیقت اس پر نمایاں ہو گئی اور آخرت کی بھی اصل اور اس کی تمام خوبیاں اس کو نظر آگئیں تو اسی وقت اس کی چشم بصیرت پر دونوں جہاں کے حقائق اور نتائج منکشف ہو گئے تو اس وقت بندہ خدا (مرید) نے دائمی چیز کو اختیار کر لیا اور اس سے محبت کرنے لگا اور فانی چیز کو چھوڑ دیا۔ اس طرح تزکیہ نفس کا ایک فائدہ اور نکلا کہ اس سے مشائخ کا مرتبہ اور ان کی تربیت کے اثرات بھی واضح ہو جاتے ہیں' اس سے ثابت ہوا کہ شیخ اللہ تعالیٰ کے لشکر کے ناصر و معین سے ہے یعنی مشائخ اللہ تعالیٰ کی فوج ہے جن کے توسط سے وہ مریدوں کو صحیح راستہ پر لگاتا ہے اور طالبان حقیقت کی اس سے رہنمائی کرتا ہے۔

مشائخ کی کیا ضرورت ہے

مشائخ کی اسناد کے توسط سے ہم تک روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی عبد اللہ بن بشرؓ فرماتے ہیں کہ اگر ایک جگہ بیس یا اس سے زیادہ افراد جمع ہوں اور ان میں ایک شخص بھی ایسا نہ ہو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرانے والا ہو تو پھر سب لوگوں کا معاملہ خطرناک ہو جاتا ہے (ہر ایک معرض خطر میں پڑ جاتا ہے) پس مشائخ اللہ کے وقار سے آگاہی کا ذریعہ ہیں کہ مرید ان سے ظاہری اور باطنی ادب حاصل کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو ان کی ہدایت کی پیروی کر۔

پس جب کہ مشائخ ہدایت یاب اور راہ یافتہ ہوئے تو وہ اس کے مستحق اور اہل ہو گئے کہ ان کی پیروی کی جائے اور ان کو پرہیز گاروں کا پیشوا بنا دیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد فرمایا (حدیث قدسی)

اذا کان الغالب علی عبدی الاشتغال بی جعلت همته ولذته فی ذکری ○

جب میرے بندہ پر میرے ساتھ مشغولی غالب ہوتی ہے تو میں اس کی تمام تر اور لذت اپنے ذکر پر مرکوز کر دیتا ہوں۔

مشائخ کے احوال

اور جب میں اپنے ذکر میں اس کی ہمت اور لذت کو مرکوز کر دیتا ہوں تو وہ مجھ سے محبت اور عشق کرتا ہے' اور میں

اس سے محبت اور عشق کرتا ہوں اور میرے اور اس کے درمیان پردہ حائل ہے اس کو اٹھا دیتا ہوں اس وقت اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب اور لوگ بھول جاتے ہیں تو وہ نہیں بھولتا۔ ان کا کلام انبیا کا کلام ہے' یہ لوگ ابطال حق (بطل عظیم) ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب میں ساکنان زمین پر کوئی عذاب کرنا چاہتا ہوں اور اہل زمین کو ان کے کیفر کردار پر پہچانا چاہتا ہوں تو یہ لوگ مجھے یاد آجاتے ہیں اور محض ان کی وجہ ہی سے ان لوگوں سے اپنے عذاب کو روک لیتا ہوں۔

سالک طریقت مرتبہ شیخ تک پہنچ جاتا ہے

سالک (طریقت) کے رتبہ مشیخت تک پہنچنے میں راز یہ ہے کہ سالک سیاحت نفس پر مامور ہے لیکن وہ اس کی صفات میں مبتلا ہوتا ہے۔ بایں ہمہ وہ ہمیشہ صدق معاملہ کے ساتھ سلوک کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا نفس (ایک منزل پر پہنچکر) مطمئن ہو جاتا ہے اور اس طمانیت کی بدولت اس کی فطری برودت[1] اور یبوست (سردی اور خشکی) دور ہو جاتی ہے' وہ اسی برودت اور یبوست ہی سے تو سرکشی اور اطاعت و انعقاد سے روگردانی کیا کرتا تھا (جب یہ دونوں چیزیں زائل ہو گئیں تو عدم اطاعت و سرکشی کی قوت بھی فنا ہو گئی) اور نفس کو جب روح کی گرمی پہنچتی ہے تو اس گرمی سے ایسی نرمی پیدا ہو جاتی ہے اور یہی وہ نسبت اور نرمی ہے جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔

ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ○ — ان کی جلدیں اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی ذکر کے لئے نرم پڑ جاتے ہیں۔

جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو وہ عبادت کی اجابت کرتا ہے اور اطاعت و بندگی کے لئے پسیجتا ہے (طاعت و بندگی کے لئے ہمہ تن آمادہ ہو جاتا ہے)۔

مومن کے دل کا مقام

مومن کا دل روح اور نفس کے مابین ہے اور اس کے دو رخ ہیں' ایک رخ تو نفس کی طرف ہے اور ایک رخ روح کی جانب ہے' باعتبار روح وہ روحانی اثرات سے بہرہ ور ہوتا ہے اور نفس کے رخ کے اعتبار سے اس پر نفسانی اثرات اثر انداز ہوتے ہیں اس طرح اس کے باطن میں یہ کشمکش جاری و ساری رہتی ہے لیکن جب نفس کو سکون حاصل ہو جاتا ہے تو گویا اسے سیاحت نفس کا تکمہ کر دیا۔ اس کا سلوک منتہا کو پہنچ گیا اور وہ سیاحت نفس پر متمکن ہو گیا۔ اس کا نفس اس کا منقاد و مطیع بن گیا اس وقت وہ خداوند تعالیٰ کے احکام کی اطاعت میں رجوع ہو جاتا ہے۔ نفس سے فراغت حاصل کرنے کے بعد پھر سالک قلب کی طرف متوجہ اور اس کی اصلاح کے لئے مستعد ہوتا ہے کہ قلب میں جو میلان نفس کی طرف ہے اور قلب جو نفس کی طرف متوجہ ہے' اس وقت تمام مریدین' طالبین اور صادقین کے نفوس شیخ کی نظر میں اس کا نفس ہوتے ہیں۔ کیونکہ وجود

---

(1) تعمیر وجود میں اربعہ عناصر یعنی آب' آتش' خاک و باد کار فرما ہیں۔ مزاج و نفس کی تعمیر انہی سے ہوتی ہے۔ اخلاط اربعہ کا وجود انہی عناصر اربعہ یا آخشیجان سے ہوتا ہے' آب سے برودت' خاک سے یبوست' آتش سے حرارت اور باد سے صفرا کا تعلق ہے۔

جنسی کے اعتبار سے ان نفوس میں اور شیخ کے نفس میں کچھ فرق نہیں ہوتا بلکہ غیبت ہوتی ہے یا یوں سمجھ لیجئے کہ "نسبت" کے اعتبار سے وہ اس کے ہم جنس ہیں' ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ شیخ و مرید کے درمیان ایک روحانی رشتہ قائم ہو جاتا ہے کہ الفت الٰہی دونوں میں موجود ہے اور یہی رشتہ الفت دونوں میں مشترک ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَوْ اَنْفَقْتَ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ○ (پارہ 10- رکوع 4)

اگر تم وہ سب کچھ خرچ کر دیتے جو روے زمین میں ہے تب بھی تم ان کے دلوں کو نہیں ملا سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو آپس میں ملا دیا۔

مرید کا نفس شیخ کا عین نفس ہے

(اس طرح شیخ و مرید میں تالیف موجود ہے اور یہی مطلب ہے من رجه کا) اسوقت جب مریدوں کے نفوس شیخ کے عین نفس (حیثیت کے اعتبار سے) بن جاتے ہیں اسوقت شیخ مریدوں کے نفوس کی بھی اسی طرح تادیب کرتا ہے جیسی کہ اس نے اپنے نفس کی تادیب کی تھی۔ اسوقت شیخ "تخلقوا باخلاق اللہ"[1] کا مصداق بن جاتا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے۔

الا لحال شوق الابرار الی تعالی وانی الی لقائهم لاشد شوقا (حدیث قدسی)

دیکھو' میرے ابرار کا شوق میرے دیدار کیلئے طول پکڑ گیا ہے (ان میں شوق دیدار بڑھ گیا ہے) اور بیشک میں انکے دیدار کا ان سے زیادہ شائق ہوں۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے صاحب (مرید) اور مصحوب (شیخ) میں ایک حسن تالیف قائم رکھا ہے (ایک رشتہ روحانی دونوں میں قائم ہے) اس لئے اس مقام پر مرید جز شیخ بنجاتا ہے' جیسا کہ ایک نومولود اپنی ولادت میں اپنے باپ کا جزو ہے (اور بیٹے کی پیدائش پر ولادت کا شمار کیا جاتا ہے حالانکہ ولادت تو دو بار ہو چکی' ایک ولادت روحانی اور ایک ولادت طبعی) جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کی ولادت دو مرتبہ نہیں ہوئی' آسمان کے مقام ملکوت میں وہ شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ ولادت اول میں تو اس کا اس عالم سے تعلق اور ارتباط قائم ہو جاتا ہے اور ولادت روحانی کی بدولت روحانی دنیا اور ملکوت سے اس کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وکذلك نری ابراهیم ملکوت السموت والارض ولیکون من الموقنین ○

اور ایسے ہم دکھلاتے تھے ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں تاکہ وہ اہل یقین سے ہو جائے۔

یقین خالص

یقین خالص اپنے کمال کے ساتھ حلاوت روحانی میں حاصل ہوتا ہے اور اسی حلاوت روحانی سے شیخ میراث انبیاء کا مستحق بنتا ہے پس جس کو میراث انبیاء سے حصہ نہیں ملا بالفاظ دگر وہ پیدا ہی نہیں ہوا خواہ وہ کمال درجہ فطنت و ذکاء رکھتا ہو

---

(1) اپنے اندر اللہ تعالیٰ جیسے اخلاق پیدا کرو۔

اس لئے کہ فطانت و ذکاوت عقل کا نتیجہ ہے اور جب عقل نورِ شرع سے مستیز اور منور نہیں تو وہ ملکوت میں داخل نہیں ہو سکتی اور وہ ہمیشہ ملک ظاہر میں عالم تذبذب میں رہے گی اور صرف علوم ریاضی جو علوم عقلیہ ہیں ان تک ہی اس کا تصرف رہے گا اور عالم ملکوت پر پرواز نہیں کر سکے گی۔ یہ ملک ہستی اس کا ظاہر ہے اور ملک ملکوت اس کا باطن ہے۔ عقل روح کی زبان ہے اور بصیرت و دانائی جس سے ہدات کی شعاعیں پھوٹتی ہیں قطب روح ہیں' زبان قلب کی ترجمان ہے اور جو مضمون یہ ترجمان ادا کرتا ہے اس سے قلب تو آگاہ ہے لیکن ترجمان اس کی حقیقت شناس قلب نہیں ہے) یہی وجہ ہے کہ وہ افراد جن کے پاس عقلیں تو ہیں لیکن وہ ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔ یا نور ہدایت سے محروم ہیں جو عطیہ خداوندی ہے اور ان لوگوں کو عطا کیا گیا ہے جو صحیح پیروی کرنے والے ہیں۔ پس یہ افراد (جن کی عقول نور ہدایت سے محروم ہیں) سیدھے اور صحیح راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں اور ان کے آگے پردے پڑے ہوئے ہیں کیونکہ ان کی حیثیت محض ایک ترجمان کی ہے اور وہ جو کچھ بیان کر رہے ہیں اس کی حقیقت سے محروم و ناواقف ہیں۔

خطاب الست بربکم سے ایک دلیل

جس طرح ولادت طبعی میں ذرات وجود اولاد باپ کی صلب (پشت) میں ودیعت رکھے گئے تھے' یہ ذات اولاد کی تعداد کے مطابق آئندہ نسلوں میں منتقل ہوتے چلے آرہے ہیں' جیسا کہ ہم سابق میں کسی مقام پر بیان کر چکے ہیں' یہی وہ ذرات ہیں جن سے خداوند تعالیٰ نے یوم میثاق کے وقت الست بربکم کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں؟ فرمایا تھا اور ان ذرات نے اس خطاب ربانی کے جواب میں بلٰی (ہاں) کہا تھا! اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے پشت آدم علیہ السلام پر مسح فرمایا اور یہ واقعہ بطن نعمان کے مقام پر پیش آیا (جو مکہ اور طائف کے مابین واقع ہے) تو پشت آدم علیہ السلام سے یہ ذرات اس طرح رواں ہوئے جیسے جسم سے پسینہ بہتا ہے' جس قدر اولاد آدم تعداد میں تھی اسی قدر یہ ذرات رواں ہوئے تھے' یعنی ہر ولد کے لئے ایک ذرہ تھا' اس میثاق (الست بربکم قالو بلی) کے بعد وہ ذرات پشت آدم علیہ السلام میں پھر واپس بھیج دیئے گئے تو ہمارے ان آباء میں بعض ایسے تھے جن کی صلب میں ان ذرات کا نفوذ ہوا اور بعض ایسے تھے کہ ان کی صلب میں ان ذرات کا نفوذ بالکل نہیں ہوا اور ان کی نسل منقطع ہو گئی (ان کی اولاد پیدا نہیں ہوئی اور وہ منقطع النسل ہو گئے) ایسا ہی کچھ حال مشائخ کا ہے کہ ان میں سے کوئی شیخ تو ایسا ہے کہ جس کے اولاد (اولاد معنوی یا مریدین) کثرت سے ہوئی اور اس شیخ سے وہ مرید (اولاد) علوم و احوال حاصل کرتے ہیں (اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے) اور پھر اسے دوسرے کی امانت میں دے دیتے ہیں یہ لوگ دوسروں کو فیض اسی طرح پہنچاتے ہیں جس طرح ان کو اپنے مشائخ کے ذریعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے اور بعض مشائخ ایسے ہیں جن کی نسل منقطع ہو گئی ہے یعنی یہ اولاد معنوی نہیں ہے اور یہ وہی نسل ہے جس کا طعنہ کفار مکہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نسل بریدہ ہیں! اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر اس طرح فرمایا۔

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ○ بے شک آپ کا دشمن ہی نسل بریدہ ہے

اور حقیقت یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل تو تا قیامت باقی رہے گی اور اس نسبت روحانی اور معنوی

کے اعتبار سے آپ کے علم کی میراث اہل علم کو پہنچتی رہے گی۔

میراث پیغمبراں کا مقام

ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردیؒ نے اپنے مشائخ کے حوالوں سے کثیر بن قیس سے یہ روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو الدرداؓ کے ساتھ جامع مسجد دمشق میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے ابو الدردا میں آپ کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر "مدینہ" سے وہ حدیث حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ جس کے بارے میں مجھے علم ہوا ہے کہ آپ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے واسطے (عن) سے بیان فرماتے ہیں' (آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے بغیر کسی واسطے کے) حضرت ابو الدرداؓ نے ان سے کہا کہ آپ یہاں کسی تجارتی کام سے یا اور کسی کام سے آئے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ صرف اسی کام سے! یہ سن کر حضرت ابو الدرداؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضور فرماتے تھے کہ جس شخص نے علم کے لئے راستہ طے کیا اور علم کی خواہش میں سفر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستوں میں سے کسی راستے پر لگا دے گا۔ (مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يلتمس بِهٖ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيقًا مِن طرف الْجَنَّة)۔

طالب علم کی فضیلت

حقیقت یہ ہے کہ طالب علم کو خوش کرنے کے لئے فرشتے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں' آسمان و زمین میں جس قدر مخلوقات ہیں تمام طالب علم کی مغفرت کی دعا کرتی ہے یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی اس دعا میں شریک ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عالم کی فضیلت عابد محض پر اس طرح ہے جیسے چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت ہے' بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں جو ورثہ میں نہ دینار دیتے ہیں اور نہ درہم دیتے ہیں' ان کا ورثہ بس یہی علم ہے' پس جس نے اس کو حاصل کیا اس نے اس میراث سے حصہ پالیا۔ وہ اول شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت سپرد فرمایا وہ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں پھر ان سے یہ علم و حکمت ورثہ میں پایا اور انسان نے نسیان اور خطا اور خواہشات نفسانی کو بھی اسی طرح ان سے ورثہ میں پایا۔

ترکیب جسد آدمؑ

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین کے تمام اجزاء سے ایک مٹھی بھر کر لائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ایک جوہر کو پیدا کیا اور پھر اس سے زمین کے تمام اجزاء کو مرکب کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان مرکب اجزاء پر ایک نظر ڈالی تو ان میں کلمات خداوندی سننے اور جواب دینے کی صلاحیت پیدا ہو گئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کو اس طرح خطاب فرمایا:

اِئْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ○ تم دونوں آؤ خواہ خوشی سے یا ناخوشی کے ساتھ تو دونوں نے جواب دیا کہ ہم فرمانبردار بن کر آئے

اس وقت زمین کے اجزاء نے اس خطاب سے ایک خاصیت کو اخذ کر لیا اس کے بعد اس سے یہ خاصیت اس طرح لے لی گئی کہ اس سے صورت آدم (علیہ السلام) کو ترکیب دیا جائے' تب ان اجزائے زمین سے جسم آدم کی ترکیب کی گئی کہ یہ ترکیب اس خاصیت اخذ کردہ کا تقاضہ تھا' پھر ان اجزائے ارضی کی نسبت سے اس میں آرزو اور خواہش شامل ہو گئی- یہاں تک کہ فنا کے درخت کی طرف اس نے ہاتھ بڑھائے- اور یہ شجر فنا وہی ہے جس کو بعض اقوال میں گیہوں کا پودا بتایا گیا ہے' اس طرح اس قالب نے فنا کا راستہ پالیا- اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے غایت لطف و کرم سے روح پھونکی جس کی خبر اس ارشاد ربانی میں موجود ہے-

فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ — جب میں نے اس کو برابر کیا اور اس پر اپنی روح سے کچھ پھونکا

اس وقت یہ جسد صاحب علم و حکمت ہوا (اس طرح اس نے علم و حکمت کو حاصل کیا) اور تسویہ سے وہ نفس منفوسہ کا مالک بن گیا- (کہ تسویہ سے اس میں قبول نفس کی صلاحیت پیدا کر دی گئی تھی) اور نفخ روح سے اس میں روح روحانی پیدا ہو گئی (تسویہ اور نفخ روح نے اس جسد آدم میں دونوں اوصاف پیدا کر دیئے یعنی اس کو نفس کا مالک اور روحانیت کا حامل بنا دیا) اگر اس قول کی شرح کی جائے تو موجب طوالت ہو گا- مختصر یہ کہ آدم کا قلب معدن حکمت اور ان کا قالب معدن ہواء نفس بن گیا- پھر اس جسد آدم سے یہ علم ہوئی منتقل ہونا شروع ہوا اور اولاد آدم کی میراث بن گئے- پس وہ جسد اپنے ان طبعی رجحانات کی وجہ سے جو خواہشوں کا مرکز ہیں وہ حقیقی باپ بنا مگر علم کے ذریعہ سے نیز روحانی اور معنوی ولادت سے اس نے روحانی باپ کا مرتبہ بھی حاصل کیا' اب یہ ولادیت ظاہری فنا پذیر ہو جائیگی مگر معنوی ولادت باقی رہے گی- کیونکہ اس ولادت روحانی و معنوی کا تعلق جنت کے اس درخت سے ہے جس کو درخت علم کہا جاتا نہ کہ گیہوں کے درخت (پودے) سے' اس گیہوں کے درخت کا نام شجرۃ الخلد' ابلیس نے رکھ دیا تھا کہ ہر وہ چیز کو متضاد نقطہ نظر سے دیکھتا ہے' اس بحث سے ثابت ہوا کہ شیخ روحانی باپ اور معنوی باپ ہے اسی لئے ہمارے شیخ الاسلام حضرت ابو النجیب اسہروردی یہ فرمایا کرتے تھے' --------- کہ میرا فرزند وہ ہے جو میری راہ پر چلے اور میری مثال اور میرے نمونے سے ہدایت حاصل کرے-

شیخ کا مسلک اور مشیخیت کے اقسام

پس شیخ جو اس کے طریق سے کسب احوال کرتا ہے تو کبھی محبین کے ابتدائی حال میں اس کو چلایا جاتا ہے اور کبھی محبوبین کے انداز پر اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ سالکین اور صالحین کا حال چار قسموں پر منقسم ہے یعنی سالک مجرد- مجذوب مجرد- سالک مابعد مجذوب اور مجذوب مابعد سالک یاد رکھو کہ ان میں سالک محض (سالک مجرد) مشیخت کا اہل نہیں ہے' شیخ نہیں بن سکتا اور نہ وہ اس مقام مشیخت تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ وہ ایک ہی مقام پر پہنچ کر رک گیا ہے اور یہ مقام جہاں وہ ٹھہر گیا ہے مقام معاملات اور مقام ریاضت ہے وہ اس سے بلند مقام پر صعود نہیں کر سکتا اس لئے کہ صفات نفس اس میں باقی ہیں اور وہ رحمت الہی سے حصہ حاصل کرنے کے وقت اپنے مقام پر ٹھہرا ہوا ہے- وہ اس حال سے ترقی کر کے اس حال تک نہیں پہنچ سکتا جس کے سبب وہ صعوبات کی سوزش سے راحت و آرام پائے- یہی کچھ حال مجذوب محض کا ہے کہ بغیر سلوک

کے اللہ تعالیٰ اس پر آیات یقین (یقین کی نشانیاں) ظاہر کر دیتا ہے اور اس کے قلب سے کچھ پردے ہٹا دیتا ہے لیکن وہ معاملات کے راستہ پر گامزن نہیں ہوتا حالانکہ معاملات کا اثر کامل ہے (ہم عنقریب اس نکتہ کی وضاحت کریں گے) یہ بھی مشیخت کا اہل نہیں ہے' یہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حظ اور بہرہ لینے کے وقت اپنے حال پر ٹھہرا ہوا ہے۔ اپنے اعمال میں سوائے چند فرائض کے ماخوذ نہیں ہے۔ (چند فرائض کے علاوہ اور اعمال پر اس کا مواخذہ نہیں ہے)۔

سالک مابعد مجذوب

سالک مابعد مجذوب وہ ہے جس کی ابتداء مجاہدہ محنت کشی یعنی ریاضت' معاملات بالاخلاص اور ایفا شرائط کے ساتھ ہو' جب وہ ان مراتب پر پورا اترتا ہے تو اس کو مجاہدہ کی تپش سے نکال کر راحت حال پر پہنچا دیا جاتا ہے گویا اس نے تلخ خنظل کے بعد شہد شیریں پالیا اور فضل کی بلندی پر آرام پاتا ہے کیونکہ وہ مجاہدہ کی تنگی سے نکال کر آسانی کے میدان میں آگیا ہے۔ (مجاہدہ کی سختی سے نکل کر راحت و آرام کی منزل پر آگیا ہے) یہاں پہنچ کر وہ قرب الٰہی کی خوشبوؤں سے لطف اندوز ہوتا ہے اور مشاہدہ کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے درد کی دوا حاصل کر سکے۔ اس وقت اس کا ظرف مشاہدہ کی لذت سے لبریز ہو جاتا ہے اور کلمات حکمت اس کی زبان سے ادا ہونے لگتے ہیں۔ لوگوں کے دل اس کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں' اروا اس پر فتوحات غیبی متواتر ہونے لگتی ہیں اس طرح اس کا ظاہر تو مسدود ہو جاتا ہے لیکن باطن معرض شہود میں آجاتا ہے اور جلوہ کے لائق بنجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی جلوت میں خلوت کے خواص پیدا فرما دیتا ہے اس منزل پر پہنچ کر وہ ایسا غالب بن جاتا ہے کہ کوئی اس کو مغلوب نہیں کر سکتا۔ اور وہ دوسروں پر تصرف کرتا ہے دوسرا اس پر تصرف نہیں کر سکتا ایسا شخص مشیخت کے لائق ہے (شیخ بن سکتا ہے) اس لئے کہ اس نے محبین کے طریقے کو اختیار کیا اور احوال مقربین پر پہنچ گیا۔ چونکہ وہ ابرار صالحین جیسے عمل کر کے اس سلسلہ میں داخل ہوا ہے

مشیخت کا بلند ترین اور کامل ترین مقام

لیکن مشیخت کا بلند ترین اور کامل ترین مقام "مجذوب مابعد سالک" کا مقام ہے جس کو اللہ تعالیٰ پہلے ہی کشف اور انوار یقین عطا فرما دیتا ہے اور اس کے قلب سے تمام پردے اٹھا دیتا ہے اور اس کو مشاہدہ کے انوار سے منور فرما دیتا ہے اور اس کے دل کو انشراح و فراخ حاصل ہوتا ہے۔ ہے وہ اس دار غرور (دنیا) سے دور ہوتا ہے اور دارالخلد کی طرف رجوع ہوتا ہے اس وقت وہ دریائے حال سے سیراب ہو کر اغلال (بندشوں) اور اعلال (اسباب) سے رہا ہو جاتا ہے اس وقت وہ علانیہ کہہ اٹھتا ہے کہ "لا اعبد ربا لم اره" (میں ایسے رب کی عبادت نہیں کرتا جس کو میں نے نہ دیکھا ہو (یعنی وہ مشاہدہ میں عبادت کرتا ہے) اس وقت اس کے باطن سے اس کے ظاہر کو فیض پہنچتا ہے اور مجاہدہ اور معاملت کی صورت بغیر کسی دقت اور زحمت کے جاری ہو جاتی ہے بلکہ یہ مجاہدہ و معاملت (کے شدائد) اس کو لذیذ و خوشگوار محسوس ہوتے ہیں اس وقت اس کا قالب بھی اس کے قلب کی طرح محبت الٰہی سے پر اور مملو ہو جاتا ہے اور اس کی جلد میں ایسی ہی نرمی پیدا ہو جاتی ہے جیسی اس کے قلب میں ہے۔ اس کی جلد کے نرم ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کا قالب بھی عمل کو اسی طرح قبول کرنے لگتا ہے